# فتاویٰ مکیہ

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَومِ الدِّیْنِ۔

اَمَّا بَعدُ:

سوال: کیا رمضان المبارک میں عمرہ کی فضیلت سے متعلق کوئی حدیث وارد ہوئی ہے؟

جواب: جی ہاں! رمضان المبارک میں عمرہ کی فضیلت سے متعلق صحیح مسلم شریف میں حدیث مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"عُمْرَۃٌ فِیْ رَمْضَانَ تَعْدِلُ حَجَّۃً"

ترجمہ: رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

"تَعْدِلُ حَجَّۃً مَعِیْ"

ترجمہ: میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔[1]

سوال:۲ کیا مکہ المکرّمہ میں رہ کر رمضان المبارک کے روزے رکھنے کی فضیلت میں کوئی

---

[1] دیکھئے مسلم شریف: ۱۲۵۶ الحج فضل العمرۃ فی رمضان۔ عن ابن عباس نیز بخاری شریف: ۱۷۸۲، ۱۸۶۳ الحج۔ عن ابن عباس۔

حدیث آئی ہے؟اسی طرح کیا کثرتِ طواف کی فضیلت میں بھی کوئی صحیح حدیث مروی ہے؟
جواب: پہلے سوال سے متعلق عرض ہے کہ مکہ المکرّمہ میں رہ کر رمضان شریف کے روزے رکھنے کے بارے میں کوئی صحیح حدیث آپ ﷺ سے مروی نہیں البتہ ایک ضعیف حدیث میں نماز کی طرح مکہ المکرّمہ میں روزہ رکھنے کی بھی فضیلت وارد ہے۔[1]

اور (دوسرا مسئلہ یعنی) کثرت طواف کی فضیلت پر اس طرح استدلال کیا جاسکتا ہے کہ چونکہ طواف نیک اعمال میں داخل ہے اور نیک اعمال انسان جتنا ہی زیادہ کر سکے اس کے لئے بہتر ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾

ترجمہ: زادِراہ لےلواور بہترین زادراہ اللہ کا خوف ہے۔

لیکن موسم حج وعمرہ کے دوران اقتدائے نبوی ﷺ میں کثرت طواف لوگوں کے لئے مناسب نہیں ہے کیونکہ جب آپ ﷺ نے حج کیا تھا تو صرف طواف نسک جیسے: طواف قدوم،طواف افاضہ اور طواف وداع ہی پر اکتفا کیا تھا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ طواف کرنے

.......................................................................

[1] حضرت شیخ حفظہ اللہ کا اشارہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی درج ذیل روایت کی طرف ہے، جس شخص نے رمضان شریف کا روزہ مکہ المکرّمہ میں رکھا اور جو کچھ میسر ہوا قیام کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لئے دوسرے مقام کے ایک لاکھ رمضان کا اجر وثواب لکھتا ہے۔الحدیث ابن ماجہ: ۳۱۱۷ ،المناسک۔علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث سخت ضعیف ہے۔(ضعیف الجامع)

والوں کے لئے کشادگی ہو۔ (یعنی جولوگ اپنے واجب اورفرض طواف کررہے تھےان پر تنگی اور بھیڑ کے خوف سے آپ ﷺ نے نفلی طواف نہیں کیا)۔

سوال:۳ جو شخص اپنے سفرحج وعمرہ میں ایسے سامان لہوولعب لے جائے جوشرعاً حرام ہوں تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے آلات لہوولعب کا ساتھ لے جانا جن کا استعمال حرام ہے۔ بلا شبہ معصیت اور برا کام ہے اورکسی بھی مصیبت پر اصرار سے کبیرہ بنا دیتا ہے اوراگراس کا استعمال حالت احرام میں کیا جائے تو یہ گناہ اور بڑھ جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ﴾

ترجمہ: حج کے متعینہ مہینے معلوم ہیں تو جس شخص نے ان مہینوں میں حج کوواجب کرلیا یعنی احرام باندھ لیا تو اسے عورت سے بے حجابی، گناہ اورلڑائی جھگڑے سے دور رہنا چاہیئے۔

لہٰذا ہرمسلمان کو چاہیئے کہ حج کو جاتے ہوئے، حج سے واپسی میں، حالت احرام میں ہر اس چیز سے پرہیز کرے جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔

سوال:۴ اضطباع کب کیا جائے- میقات ہی سے یا طواف قدوم شروع کرتے وقت- نیز کیا اپنے دونوں کندھوں کوطواف کی دونوں رکعتیں پڑھنے سے پہلے ڈھکے گا یا بعد میں۔ نیز اضطباع صرف طواف میں مشروع ہے یا طواف اورسعی دونوں میں اوراگرکسی نے اضطباع چھوڑ دیا تواس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اضطباع یہ ہے کہ طواف کرنے والا اپنے دائیں کندھے کو کھلا رکھے اور اس کے نیچے سے چادر نکال کر کنارہ بائیں کندھے پر ڈال لے۔ یہ صرف طواف قدوم میں سنت ہے واجب نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوئی اسے چھوڑ دیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ صرف طواف میں مشروع ہے جب طواف پورا ہو جائے تو طواف کی رکعتیں پڑھنے سے پہلے اپنے کندھوں کو ڈھک لے۔ یہ دھیان میں رہے کہ اضطباع طواف کے ساتوں چکروں میں ہوگا بخلاف رمل کے جو صرف پہلے تین چکروں میں مشروع ہے اور اگر کسی نے اضطباع نہیں کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: ۵ کیا آبِ زمزم پینے کی فضیلت میں صحیح احادیث آئی ہیں اور وہ حدیثیں کیا ہیں؟ اور کیا زمزم کا پانی پیتے وقت کوئی دعا مشروع ہے؟ دوسرے شہروں میں اسے منتقل کرنا جائز ہے کہ نہیں، اور کیا اس سے نجاست کا ازالہ اور غسل جنابت کیا جا سکتا ہے۔

جواب: میری معلومات کے مطابق آبِ زمزم سے متعلق وارد احادیث میں سب سے اچھی حدیث یہ ہے:

**"مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ"**[1]

ترجمہ: زمزم کا پانی ہر اس ضرورت کے لئے ہے جس کے لئے پیا جائے۔

آب زمزم پیتے وقت کی دعا سے متعلق کوئی صحیح حدیث اس وقت مجھے یاد نہیں ہے البتہ

---

[1] دیکھئے مسند احمد۔ص ۱۳۵۷، اور ابن ماجہ: ۳۰۶۲، المناسک باب الشرب من ماء زمزم ( ارواء الغلیل )۔

دوسرے مشروبات کی طرح شروع میں اللہ کا نام لیا جائے گا اور بعد میں اس کی حمد کی جائے گی۔یعنی جب پینے لگے تو بسم اللہ کہے اور پینے کے بعد الحمد للہ کہے۔

جہاں تک اس پانی کو مکہ المکرّمہ سے باہر لے جانے کا تعلق ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ سلف نے ایسا کیا ہے [1] اور اس لئے بھی کہ جو حدیث اس سے قبل ہم نے ذکر کی ہے کہ زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جائے اس کے لئے ہے، یہ مکہ اور اس کے باہر دونوں جگہ پینے کو شامل ہے۔ [2]

سوال:۶ جو شخص حجر اسماعیل کے اندر سے طواف کرے کہ حجر اسماعیل اس کے دائیں اور کعبۃ اللہ اس کے بائیں ہو تو اس کے اس طواف کا کیا حکم ہے۔

جواب: سب سے پہلی بات یہ کہ سائل کا اسے حجر اسماعیل کہنا غلط ہے کیونکہ یہ حجر اسماعیل علیہ السلام نے نہیں چھوڑا ہے اور نہ ہی اسماعیل علیہ السلام اسے جانتے تھے بلکہ یہ تو قریش کا عمل ہے۔کہ جب انہوں نے کعبہ کی تعمیر کا ارادہ کیا اور انہیں اتنا مال میسر نہ ہو سکا کہ اساس اول یعنی قواعد ابراہیمی پر اسے بنا سکیں تو کعبہ سے یہ حصہ الگ کر دیا۔اس لئے اسے الحجر کہا

---

[1] جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا اور فرماتی تھیں کہ آپ ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے دیکھئے۔الترمذی:۹۶۳ الحج باب ۱۱۵۔

[2] سوال کا یہ جزء کہ زمزم سے نجاست وغیرہ دور کی جا سکتی ہے کہ نہیں۔اس حصہ کا جواب مطبوعہ کتاب میں موجود نہیں ہے مگر صحیح یہ ہے کہ دور کی جا سکتی ہے۔

جانے لگا اور اسے حطیم بھی کہتے ہیں جس کے معنی توڑے ہوئے کے ہیں کیونکہ کعبہ سے اسے توڑ لیا گیا ہے۔اس کا اکثر حصہ کعبہ کا جزو ہے اس لئے اگر کوئی شخص اس کے اندر سے اس طرح طواف کرے کہ اس دروازے سے داخل ہو جو حطیم کے اور بنی ہوئی عمارت کے درمیان ہے اور سامنے والے دروازے سے نکل جائے تو اس کا چکر مکمل نہ ہوگا کیونکہ طواف کے اندر ہر چکر میں پورے کعبہ شریف اور حجر کا طواف واجب ہے اب اگر کوئی ایسا طواف کرتا ہے کہ حجر کے اندر سے اس نے چکر لگایا تو اس کا طواف صحیح نہیں ہے اور اسے دوبارہ طواف کرنا ہوگا نیز طواف صحیح پر جو احکام مترتب ہوتے ہیں وہ اس طواف پر مترتب نہ ہوں گے مثلاً اگر یہ طواف حلال ہونے کے لئے کیا جا رہا ہے تو اس سے محرم حلال نہ ہوگا۔

اس مناسبت سے میں لوگوں کو متنبہ کرنا چاہوں گا کہ جو شخص حج وعمرہ کرنا چاہتا ہے اس پر واجب ہے کہ پہلے ان سے متعلق احکام ومسائل کو اچھی طرح سیکھ لے تاکہ ایسی بڑی بڑے غلطیاں اس سے سرزد نہ ہوں۔

سوال:۷ خانہ کعبہ کے پردے کو پکڑ کر لٹکنے اور اس سے چمٹنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: خانہ کعبہ کے پردے کو پکڑ کر لٹکنے اور اس سے چمٹنے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے اسی لئے جب حضرت عبداللہ بن عباس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ طواف کرتے ہوئے خانہ کعبہ کے چاروں گوشوں کا استلام کر رہے ہیں تو فرمایا کہ استلام صرف حجرِ اسود اور رکن یمانی کے ساتھ خاص ہے۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بیت اللہ شریف کا کوئی حصہ قابل ترک نہیں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

ترجمہ: بیشک اللہ کے رسول کے اندر تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

اور آپ ﷺ نے صرف رکن یمانی اور حجرِ اسود کا استلام فرمایا ہے۔اس کے بعد حضرت معاویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی طرف رجوع کرلیا۔[1]

سوال:۸ ہمارے لئے اس جگہ کی تحدید فرمائیں جہاں طواف کی دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں؟

جواب: طواف کے بعد کی دونوں رکعتوں کے لئے مسنون یہ ہے کہ مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کی جائیں اس طرح کہ مقام ابراہیم کو کعبہ شریف اور اپنے بیچ کرلیا جائے۔مقام ابراہیم کے جتنے نزدیک ہوانا افضل ہے لیکن اگر نزدیک جگہ میسر نہ ہو اور دور ہٹ کر کہیں بھی یہ دو رکعتیں پڑھ لے تو بھی کافی ہے۔غرض مقام ابراہیم اس کے اور بیت اللہ شریف کے درمیان ہو اور اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو مسجد حرام میں جس جگہ بھی پڑھ لے اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال:۹ طواف قدوم کے ابتدائی تین چکروں میں جو رمل کیا جاتا ہے (یعنی اکڑ کر ہلکی دوڑ لگائی جاتی ہے) یہ مردوں کے ساتھ خاص ہے یا کہ مرد وعورت دونوں کے لئے عام ہے اور رمل پورے چکر کو شامل ہے یا کہ چکر کے بعض حصے کو؟

جواب: رمل مردوں کے ساتھ خاص ہے۔عورتوں کے حق میں نہ رمل مسنون ہے اور نہ ہی سعی میں میلین اخضرین کے درمیان دوڑنا۔

رمل طواف کے ابتدائی تین چکروں کے ساتھ خاص ہے اور ہر چکر میں شروع سے لے

---

[1] مسند احمد ج۱ص ۲۱۷۔

کرآخرتک کیا جائے گا۔یعنی حجرِ اسود سے لے کر حجر اسود تک کیونکہ آپ ﷺ کا آخری عمل حجۃ الوداع میں یہی رہا ہے۔البتہ عمرۃ القضا میں آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے حجرِ اسود سے رکن یمانی تک رمل کیا تھا اور رکن یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان عام چال چلے تھے اور ایسا صرف مشرکین قریش کو چڑانے کے لئے کیا تھا کیونکہ قریش کعبہ شریف کے شمالی جانب (قعیقعان نامی پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے) اس لئے جب صحابہ کرام (رکن یمانی سے حجر اسود تک جاتے ہوئے) ان سے آڑ میں ہوجاتے تو ہلکی چال چلتے تھے لیکن نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ابتدائی تین چکروں میں شروع سے لے کر آخر تک رمل کیا تھا۔

سوال: ۱۰ طواف وسعی کے دوران دو یا ان سے زیادہ لوگوں کا آپس میں علمی بحث ومباحثہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: طواف وسعی کے دوران علمی بحث ومباحثہ میں کوئی حرج نہیں ہے اس سے طواف وسعی باطل نہیں ہوتا لیکن بہتر یہی ہے کہ ذکر واذکار میں مشغول رہے کیونکہ سعی وطواف (چند منٹ میں) پورا ہوا جائے گا اور بحث ومباحثہ کے لئے دوسرے اوقات بھی ہیں۔البتہ طواف وسعی کے دوران کسی سوال کا مختصر سا جواب دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ اس سے کوئی چیز فوت نہ ہوگی۔بشرطیکہ سوال کرنے والے زیادہ نہ ہوں اور ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی حالت طواف میں سوال کرے تو یہ کہہ دینا چاہئے کہ بھائی تھوڑا سا انتظار کرو کہ میں طواف سے فارغ ہولوں۔تاکہ وہ ذکر واذکار کے لئے اپنے کو فارغ کرلے۔

سوال: ۱۱ طواف وسعی کے ہر چکر کے لئے الگ الگ دعا کا اہتمام کرلینا کیسا ہے۔نیز مطوف کے پیچھے بلند آواز سے دعاؤں کا پڑھنا کیسا ہے جس میں مرد عورتیں دونوں شامل

ہوتے ہیں جب کہ اس بلند آواز کی وجہ سے طواف کرنے والوں اور نمازیوں کو تشویش ہوتی ہے؟

جواب: سوال کی پہلی شق کا جواب یہ ہے کہ ہر چکر کے لئے کوئی خاص دعا نہیں ہے بلکہ ہر ہر چکر کے لئے الگ الگ دعا متعین کر لینا بدعت ہے کیونکہ آپ ﷺ سے یہ ثابت نہیں۔ زیادہ سے زیادہ جو آپ ﷺ سے ثابت ہے وہ صرف اتنا کہ آپ حجرِ اسود کو چھوتے وقت اللہ اکبر کہتے اور رکن یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان:

﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ [1]

کہتے۔ رہا چکر کا باقی حصہ تو وہ مطلق ذکر و اذکار، تلاوت قرآن اور دعا کا مقام ہے اس میں کسی چکر کے لئے کوئی تخصیص نہیں ہے۔

سوال کی دوسری شق کا جواب: جہاں تک کسی شخص کے پیچھے یا دائیں بائیں چند افراد کے اجتماعی دعا پڑھنے کا تعلق ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے اس کا بھی ثبوت نہیں ملتا۔ رہا بلند آواز سے دعا وغیرہ پڑھنا تو اگر اس سے طواف کرنے والوں کو تشویش و پریشانی ہو تو یہ ممنوع ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ سے جب سنا کہ مسجد میں نماز کے اندر بلند آواز سے قرآن پڑھ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"لَا یَجْهَرُ بَعْضُكُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الْقُرَآنِ"

---

[1] ابوداؤد: ۱۸۹۲ المناسک باب الدعا فی الطّواف۔

ترجمہ: ایک دوسرے پر قرآن پڑھتے ہوئے آوازیں نہ بلند کرو۔[1]

یہی کچھ میں ان طواف کرنے والوں سے بھی کہتا ہوں کہ اپنی آوازیں بلند کر کے لوگوں کو پریشان نہ کرو بلکہ ہر شخص جو دعا پسند کرے اپنے طور پر مانگے۔

اگر مطوفین حضرات لوگوں کو یہ بتلائیں اور اس پر نظر رکھیں تو ان کے لئے زیادہ مفید اور بہتر ہوگا کہ لوگو! طواف میں حجرِ اسود کے پاس تکبیر کہو بین الرکنین ﴿رَبَّنَا اٰتِنَا...... آخر تک کہو اور طواف کے باقی حصے میں جو دعا چاہو کرو یا قرآت اور ذکر الٰہی میں مشغول رہو۔

کیونکہ ہر انسان جس چیز کا محتاج ہوگا اپنے رب سے مانگے گا اور جو کچھ مانگے گا سمجھ کر مانگے گا بخلاف اس کے آج کل جو دعائیں مطوفین پڑھاتے ہیں ان کے پیچھے پیچھے پڑھنے والا اسے سمجھتا ہی نہیں۔ اگر ان دعاؤں کے پڑھنے والوں سے آپ پوچھیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں یا اس کا کیا معنی ہے تو عام لوگ کچھ بھی نہ بتا سکیں گے۔ اس لئے ایسی دعائیں کرنا جس کا معنی و مفہوم سمجھ رہے ہوں لوگوں کے لئے زیادہ بہتر اور مفید ہے۔

سوال: ۱۲ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان کون سی دعا طواف کرنے والوں کے لئے مشروع ہے؟

جواب: (بین الرکنین کی) مسنون دعا یہ ہے:

﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

.......................................................................

[1] احمد ۲ ص ۱۲۹۔

البتہ آخر میں ان الفاظ کے اضافہ " وَاَدْخِلْنَا مَعَ الْاَبْرَارِ "
اوراسی طرح ان الفاظ کے اضافہ " وَاَدْخِلْنَا مَعَ الْاَبْرَارِ "
کی کوئی اصل نہیں ہے۔

اگر بالفرض کسی نے یہ دعا پڑھی اور حجر اسود تک نہیں پہنچ سکا مثلاً مطاف میں بہت بھیڑ تھی تو اسے چاہیئے کہ اس دعا کو بار بار حجر اسود تک پہنچتے پہنچتے پڑھتا رہے۔

سوال:۱۳ ملتزم پر ٹھہرنے کا کیا حکم ہے اگر وہاں ٹھہرنا مشروع ہے تو اس جگہ کون سی دعا مستحب ہے اور بالتحدید کعبہ شریف کا کون سا حصہ ملتزم ہے؟

جواب: ملتزم کے پاس ٹھہرنا اللہ کے رسول ﷺ کی کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے لیکن عمل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس کا ثبوت (مشروعیت کے لئے) کافی ہے اس جگہ جو دعا بھی پسند ہو کر سکتا ہے۔ ملتزم بالتحدید حجر اسود اور کعبہ شریف کے دروازے کے درمیان کا حصہ ہے۔

سوال:۱۴ صفا اور مروہ کے پاس کون سا ذکر اور دعا مشروع ہے؟ کیا وہاں پر دعا اور تکبیر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھائے جائیں گے؟ (اگر ہاں تو) اس کا طریقہ کیا ہے؟ صفا اور مروہ پر کتنی مقدار چڑھنا کافی ہوگا؟ کیا عورتیں یا جس کے ساتھ عورتیں ہوں دونوں سبز نشانات کے درمیان ان کا دوڑنا صحیح ہے؟ کیا سعی کے دوران کوئی خاص دعا مشروع ہے نیز دونوں سبز نشانات کے درمیان دوڑنے کی حکمت کیا ہے؟

جواب: اس سوال کی چند شقیں ہیں:

پہلی شق: صفا اور مروہ کے پاس مشروع کا - جب انسان صفا کے قریب ہو تو ابتدائے سعی

سے پہلے یہ آیت پڑھے:

﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾

پھر کہے کہ:

"اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ"

**ترجمہ:** میں وہیں سے شروع کرتا ہوں جہاں سے اللہ نے شروع کیا ہے۔

(یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ نے صفا کا ذکر پہلے فرمایا ہے لہٰذا ہم بھی اپنی سعی وہیں سے شروع کرتے ہیں) پھر صفا پر اتنا چڑھے کہ بیت اللہ شریف نظر آنے لگے۔ پھر جس طرح دعا میں دونوں ہاتھوں کو اٹھایا جاتا ہے، اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھے۔

" لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ" [1]

اس کے بعد جو بھی دعا مناسب سمجھے اپنے لئے کرے پھر دوسری بار مذکورہ ذکر کو دھرائے اور جو دعا چاہے کرے۔ اس کے بعد تیسری بار اس ذکر کو دہرائے اور اتر کر سبز نشانات کی طرف چلے۔ جب سبز نشان تک پہنچ جائے تو تیزی سے دوڑے اور دوسرے نشان تک دوڑتا ہوا جائے۔ اس کے بعد اطمینان کی چال چلے لیکن عورتیں دونوں نشان کے درمیان نہ دوڑیں۔ اسی طرح جس مرد کے ساتھ عورتیں ہوں وہ ان کی رعایت میں نہ دوڑے اور مروہ

---

[1] مسلم: ۱۲۱۸ الحج حدیث جابر فی حجۃ النبی ﷺ۔

کے پاس پہنچنے پر آیت ﴿اِنَّ الصَّفَا ...... نہ پڑھے اسی طرح جب مروہ سے چل کر صفا پر دوسری بار پہنچے تو بھی یہ آیت نہ پڑھے کیونکہ اس کا ثبوت نہیں ہے۔ اپنی سعی کے دوران جو بھی دعا چاہے پڑھے اس لئے یہ بھی اجازت ہے کہ تلاوت قرآن مجید اور ذکر الٰہی میں مشغول رہے یا تسبیح وتہلیل وتکبیر وغیرہ کہتا رہے اور جب مروہ پہنچے تو وہی کچھ کرے جو صفا پر کیا ہے۔ یعنی دعا وغیرہ۔

سوال کی دوسری شق یعنی صفا اور مروہ پر کتنی مقدار چڑھنا کافی ہوگا۔ اس سلسلے میں ہم کہتے ہیں کہ آپ ﷺ صفا پر اتنے اوپر چڑھے تھے کہ بیت اللہ یا کعبہ شریف نظر آنے لگا اور یہ تو معمولی چڑھنے کے بعد بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

سوال کی تیسری شق دونوں سبز نشانات کے مابین دوڑنے کی حکمت آپ ﷺ کی اتباع اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کی اس حالت کی یاد دہانی ہے کہ جب وہ وادی میں جہاں آج دو سبز نشانات بنے ہوئے ہیں اترتیں تو تیز تیز دوڑتیں تا کہ بچے کو دیکھ سکیں۔ بخاری شریف میں ان کا قصہ تفصیل سے مروی ہے۔

سوال: ۱۵ کیا یہ جائز ہے کہ سعی سے فارغ ہونے کے بعد ہم اپنے بالوں کو مروہ ہی پر کٹا لیں؟ کیا سر کے بعض حصے کا حلق وقصر کافی ہے اور جو گنجا ہو یا اپنا سر اس سے قبل منڈا چکا ہو اسے کیا کرنا چاہئے؟ کیا طواف وسعی کرنے والوں کو اجازت ہے کہ اگر سعی وطواف کے دوران تھک جائیں تو بیٹھ کر آرام کرلیں؟ حلق وتقصیر میں کون سا عمل افضل ہے؟ دلیل سے بیان فرمائیں۔

جواب: جب انسان عمرہ کی سعی سے فارغ ہو جائے تو اس پر حلق یا قصر واجب ہے البتہ حلق

افضل ہے کیونکہ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعظیم زیادہ ہے اور اس لئے بھی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حلق کرانے والوں کے لئے تین بار اور قصر کرانے والوں کے لئے صرف ایک بار دعا فرمائی ہے۔[1]

جو شخص گنجا ہو یا پہلے اپنا سر منڈوا چکا ہو تو اس کے اوپر سے حلق وتقصیر کا حکم ساقط ہو جائے گا کیونکہ اس کے سر میں بال ہی نہیں کہ اس کا حلق یا تقصیر کرائے گنجے کے بارے میں تو یہ حکم واضح ہے کیونکہ اس کے سر میں بال اگتے ہی نہیں لیکن جس نے حلق کرا لیا ہو اس کے بارے میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اسے انتظار کرنا ہوگا اور جب تھوڑے بال اگ آئیں تو اس پر حلق واجب ہوگا۔

سر کے بعض حصے کا منڈوانا یا کٹانا کافی نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ﴾

ترجمہ: یعنی اپنے سر کے بالوں کو منڈائے ہوئے یا کٹائے ہوئے۔

اس لئے ضروری ہے کہ حلق وتقصیر پورے سر کی ہو اور تقصیر کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ قصر اس مشین سے کرایا جائے جو آج کل لوگوں میں رائج ہے کیونکہ اس سے کامل تقصیر ہوتی ہے اور سارے بال برابر کٹتے ہیں اس لئے یہ قینچی سے بہتر ہے۔

حلق کی افضلیت سے متعلق ہمارا یہ کہنا صرف مردوں کے لئے ہے، عورتوں کے لئے

.............................................................

[1] البخاری: ۱۷۲۸ الحج باب الحلق والتقصیر عند الاحلال۔ ومسلم: ۱۳۰۱، الحج باب تفضیل الحلق علی التقصیر عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

صرف تقصیر ہے۔

سوال کی ایک اور شق باقی رہ گئی وہ یہ کہ سعی وطواف کرنے والا جب تھک کر( آرام کے لئے ) بیٹھ جائے تو کیا اس میں کوئی حرج ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ بات مدنظر رہے کہ زیادہ دیر نہ بیٹھے بلکہ تھوڑی دیر بیٹھ کر جب دم ٹھکانے آجائے اور اعضاء جسم آرام کرلیں تو پھر طواف وسعی شروع کردے اسی طرح اگر دوسری، تیسری اور چوتھی بار بھی بیٹھنے کی ضرورت پڑے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال:۱٦ حرم شریف میں امام کے قریب رہنا نمازی کے لئے زیادہ افضل ہے کہ بالائی منزلوں میں؟ اور مطاف میں اذان سے آدھا گھنٹہ یا اس سے بھی زیادہ پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ صف اول کے خواہش منداور سبقت لے جانے والے لوگ( آکر بیٹھ جاتے ہیں ) جب کہ ان کے اس طرح بیٹھنے سے طواف کرنے والوں کو تنگی ہوتی ہے۔اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: بلاشبہ امام کی قربت اس سے دوری سے بہتر ہے خواہ مسجد حرام میں ہو یا کسی اور مسجد میں لیکن جولوگ نماز کے انتظار میں کعبہ شریف کے بازو میں بیٹھ جاتے ہیں تو اگر طواف کرنے والے اس جگہ کے حاجت مند ہوں تو انہیں اس جگہ بیٹھنے کا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ طواف کرنے والے اس جگہ کے ضرورت مند ہیں اوران پر تنگی کرنا ان کی حق تلفی اوران کے ساتھ زیادتی ہے۔اس لئے چاہئے کہ لوگ انتظار میں رہیں، جب امام آجائے تو ہر شخص اپنی جگہ صف بنالے۔

سوال: ۱۷ قراءت امام کی متابعت کی غرض سے رمضان المبارک میں تراویح کے اندر مقتدیوں کا مصحف لے کر کھڑے ہونا کیسا ہے؟

جواب: اس مقصد کے لئے قرآن پاک کا لے کر کھڑے ہونا سنت کے خلاف ہے جس کی متعدد وجوہات ہیں:

۱- حالت قیام میں مصلی اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر نہیں رکھ پاتا۔

۲- یہ عمل بلا ضرورت حرکت کثیرہ کا سبب ہوتا ہے جیسے مصحف کا کھولنا، بند کرنا اور بغل میں رکھنا وغیرہ۔

۳- اس کی وجہ سے نمازی اپنی ہی بہت سی حرکات میں مشغول ہو جاتا ہے۔

۴- اس صورت میں مصلی اپنی جائے سجدہ نہیں دیکھ پاتا جب کہ اکثر علماء کا خیال ہے کہ جائے سجدہ پر نظر رکھنا ہی بہتر اور سنت ہے۔

۵- ایسا کرنے والا ذرا غافل ہوا تو بھول جاتا ہے کہ وہ حالت نماز میں ہے۔ بخلاف اس کے اگر وہ خضوع وخشوع کے ساتھ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ لے، اپنے سر کو جھکائے، جائے سجدہ پر نظر جمائے رکھے تو زیادہ قرین قیاس ہے کہ وہ اپنے طور پر یہ سمجھے گا کہ نماز میں ہے اور امام کے پیچھے کھڑا ہے۔

سوال: ۱۸ اگر عورت حالت حیض ونفاس میں (حج وعمرہ کی) نیت کرت ہے تو اسے کیا کرنا چاہئے اور اگر احرام باندھنے کے بعد یا طواف کر لینے کے بعد حیض آجائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر حیض ونفاس والی عورت میقات پر سے گذرے اور اس کی نیت حج یا عمرہ کی ہے تو

اسے وہی سب کچھ کرنا ہے جو پاک عورت کرتی ہے۔یعنی غسل کرے گی لیکن (خون سے بچنے کے لئے ) کپڑا رکھ کر لنگوٹ کس لے گی اور احرام میں داخل ہو جائے گی پھر جب پاک ہو جائے گی تو طواف وسعی اور قصر کر کے اپنا عمرہ پورا کرے گی۔

اور اگر حیض ونفاس کا خون احرام باندھنے کے بعد آیا تو وہ اپنے احرام پر باقی رہے گی۔ یہاں تک کہ پاک ہو جائے۔ پاکی کے بعد (غسل وغیرہ کر کے ) طواف وسعی اور قصر کرے گی۔

اور اگر اسے حیض طواف کے بعد آیا تو وہ اپنا عمرہ پورا کرے گی اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ کیونکہ طواف کے بعد کے کام میں نہ حدث اصغر وا کبر سے طہارت کی شرط ہے اور نہ حیض سے۔

سوال:۱۹ حائضہ عورت کا داخلہ مسجد میں جائز ہے کہ نہیں؟

جواب: حائضہ عورت کے لئے مسجد میں داخلہ جائز نہیں ہے الّا یہ کہ وہ صرف ادھر سے گزر رہی ہو لیکن طواف کے لئے ،اور وعظ سننے اور ذکر واذ کار و تسبیح و تہلیل کے لئے ٹھہرنا جائز نہیں ہے۔

اور (پھر یہاں ایک سوال ہے کہ ) اگر حالت طواف میں دم حیض کے نکلنے کا احساس ہو تو کیا کرے گی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ (اس کی دو صورتیں ہیں ) اگر حالت طواف میں دمِ حیض نکلنے کا شبہ ہے تو جب تک یقین نہ ہو جائے اپنا طواف جاری رکھے گی اور جب یقین ہو جائے کہ حیض کا خون نکل گیا تو اس کے لئے فوراً باہر نکل جانا واجب ہے۔اب وہ اپنے پاک ہونے

کا انتظار کرے اور جب پاک ہو جائے تو نئے سرے سے طواف کرے۔

سوال: ۲۰ غیر معتکف کے لئے مسجد حرام میں کسی ایسی جگہ کا متعین کر لینا کیسا ہے جہاں رمضان المبارک کے پورے مہینے نماز پڑھے، ساتھ ہی ساتھ وہ حرم کے ستون کے پاس بستر اور تکیہ وغیرہ بھی رکھے رہتا ہے؟

جواب: مسجد حرام بھی دوسری مساجد کی طرح ہے کہ جگہ اسی کی ہے جو پہنچے۔ کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ مسجد سے باہر رہ کر اپنے لئے مسجد میں کوئی جگہ خاص کر لے البتہ اگر وہ مسجد ہی میں ہے لیکن شور وشرابے کے خوف سے لوگوں سے دور ہٹ کر کسی کشادہ جگہ بیٹھا ہے کہ جب جماعت کا وقت قریب ہوگا تو اپنی متعینہ جگہ پر آجائے گا تو اس میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ اسے اجازت ہے کہ مسجد میں جہاں چاہے بیٹھے۔

لیکن اگر یہ فرض کریں کہ اس نے کوئی چیز رکھ کر (ایک جگہ پر قبضہ جما لیا) پھر ایک کشادہ جگہ میں جا کر نماز پڑھنے لگے۔ اس دوران صف بندی شروع ہوگئی تو اس پر واجب ہے کہ یا تو اپنی پہلی جگہ چلا جائے یا اس کشادہ جگہ پر ٹھہرا رہے کیونکہ اگر صف بندی کے دوران وہ اپنی جگہ پر باقی رہ گیا تو اس نے مسجد میں اپنے لئے دو جگہیں بنا لیں۔ حالانکہ مسجد میں صرف ایک ہی جگہ کا حقدار ہے۔

اور مسجد میں کسی ایک ہی جگہ کا خاص کر لینا کہ نماز صرف اسی جگہ پڑھے گا، یہ ممنوع ہے بلکہ آدمی کو چاہئے کہ جہاں بھی جگہ مل جائے وہیں نماز پڑھ لے۔

سوال: ۲۱ جو شخص سعی کو طواف پر مقدم کر دے اس کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح اس شخص کا کیا حکم ہے جو سعی مروہ سے شروع کر کے صفا پر ختم کرتا ہے؟

جواب: پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ اس کی سعی صحیح نہیں ہے اور اس پر واجب ہے کہ سعی دوبارہ کرے کیونکہ سعی اپنے وقت پر نہیں بلکہ وقت سے پہلے کی گئی ہے۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ جس چکر کی ابتداء اس نے مروہ سے کی ہے وہ بیکار اور بے محل ہے اور اس کا دوسرا چکر ہی پہلا شمار ہوگا پھر اس کے بعد وہ سات چکر پورے کرے گا۔

سوال: ۲۲ صفا اور مروہ پر یا مطلقاً دعا کے بعد اپنے چہرے پر ہاتھوں کا پھیرنا کیسا ہے؟

جواب: حقیقت یہ ہے کہ دعا کے بعد ہاتھوں کا چہرے پر پھیرنا مشروع نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ سے اس بارے میں کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔

سوال: ۲۳ چونکہ تراویح کے دوران عورتوں کو طواف سے روکا جاتا ہے تو کیا مردوں کے لئے تراویح پڑھتے رہنا افضل ہے یا کہ طواف کرنا؟

جواب: افضل یہ ہے کہ نماز تراویح پڑھتے رہیں تاکہ انہیں پوری رات کے قیام کا ثواب ملے اور طواف تو دوسرے وقت بھی کیا جاسکتا ہے۔

سوال: ۲۴ معتمر کے لئے نفلی نمازیں افضل ہیں یا کہ نفلی طواف؟

جواب: میری رائے ہے کہ اگر عمرہ ایسے وقت میں کررہا ہے جب عمرہ والے زیادہ تعداد میں ہوتے ہیں تو نماز ہی میں مشغولیت افضل ہے تاکہ طواف کرنے والوں کو طواف کی جگہ مل سکے۔

سوال: ۲۵ آخری عشرہ (حرم شریف کے اندر) وتر دوبار پڑھی جاتی ہے اور میری خواہش ہوتی ہے کہ امام کے ساتھ پوری نماز پڑھنے کی فضیلت حاصل ہو۔ پھر ایسی صورت میں ہم

کیا کریں؟ کیا آخر شب والی وتر چھوڑ دیں یا اول شب والی؟ نیز کوئی ایسی دلیل ہے جس سے نقض وتر (یعنی وتر کو توڑ کر شفیع بنانے) کا ثبوت ہو؟

جواب: نقض وتر کا جو طریقہ علماء کے نزدیک معروف ہے وہ صحیح نہیں ہے جس کی صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شروع رات میں وتر پڑھ چکا ہے پھر آخر شب میں اٹھ کر اور نماز پڑھنا چاہتا ہے تو دو دو رکعات پڑھنے سے پہلے (ایک رکعت) وتر پڑھ کر اسے شفع (دو رکعت) بنالے۔ یہ کام اگرچہ بعض سلف نے کیا ہے لیکن سنت سے اس کی کوئی دلیل نہیں۔ نیز پہلی رکعت (جو اول شب میں وتر کی غرض سے پڑھ چکا ہے اس پر دوسری رکعت کی بناء صحیح نہیں (جسے اب آخر شب میں شفع کی غرض سے پڑھ رہا ہے) کیونکہ پہلی اور دوسری رکعت کے درمیان فاصلہ کافی ہو چکا ہے۔

اس لئے جو شخص اول شب اور آخر شب دونوں وقت قیام کے ختم ہونے تک امام کی متابعت کرنا چاہتا ہے اس سے ہم کہتے ہیں کہ جب پہلا امام جو اول شب میں وتر پڑھاتا ہے اس کے ساتھ وتر پڑھئے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت اور پڑھ کر اسے شفع بنا لیجئے۔ یعنی امام کے ساتھ نماز میں اس نیت سے داخل ہوں کہ آپ دو رکعت پڑھ رہے ہیں پھر جب امام سلام پھیر دے تو کھڑے ہو کر ایک رکعت اور پڑھ کر اسے شفع بنالیں تاکہ امام کے ساتھ آپ کی وہی وتر شمار ہو، جو آخر شب میں پڑھ رہے ہیں۔

سوال: ۲۶ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض نمازی حرم شریف میں قدرت کے باوجود عین کعبہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ان کی نماز باطل ہے کیونکہ جب عین کعبہ کا دیکھنا ممکن ہو تو اس کا استقبال ضروری

ہے اور اب تو حکومت نے (اللہ اسے جزائے خیر دے) پتھروں پر دولائنیں کھینچ کر صحیح سمت کی نشاندھی کر دی ہے۔اس لئے اگر آپ اس لائن کے مطابق کھڑے ہوں تو آپ کا رخ صحیح ہوگا۔

سوال: ۲۷ جو شخص حرم میں تھا اور کعبہ شریف کو نہ دیکھ سکنے کی وجہ سے نمازیوں کی طرح اپنا رخ کر کے نماز ادا کر لی لیکن نماز ختم ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ ان کا رخ عین کعبہ کی طرف نہیں تھا تو ان لوگوں کی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: جہاں تک میری رائے ہے کہ اگر ان لوگوں نے مکمل غور وفکر سے کام نہیں لیا تھا تو ان پر اپنی نماز کا لوٹانا واجب ہے اور غالب گمان ہے کہ آدمی اچھی طرح غور وفکر سے کام لے تو عین کعبہ اس کے لئے واضح ہوسکتا ہے اگر چہ وہ کسی ایسی جگہ ہو کہ لوگوں کے سامنے کھڑے ہونے کی وجہ سے اسے دیکھ نہ رہا ہو۔

اگر یہ بات ہو کہ ایسی صورت میں وہ معذور ہو کیونکہ اسے (عین کعبہ کی متعین کرنے میں) مشقت پیش آرہی ہو، خاص کر جب کہ وہ ایسے وقت میں پہنچا ہو کہ جب لوگ نماز شروع کر چکے ہوں اور مسجد میں اسے دور جگہ ملتی ہو اس لئے اس وقت عین کعبہ کا دیکھ سکنا اور متعین کرنا مشکل ہو تو پھر اس کے لئے یہی کافی ہوگا کہ وہ جہت کعبہ کی طرف متوجہ ہو جائے۔

سوال: ۲۸ کیا قنوت وتر کی دعا سے ثابت ہے؟ دعائے قنوت رکوع سے پہلے ہے یا بعد میں اور کیا قنوت وتر اور اسی طرح عام دعاؤں میں ہاتھ اٹھایا جائے گا؟

جواب: دعائے قنوت وتر اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت ہے۔حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے ایسی دعا کے متعلق پوچھا جسے قنوت وتر میں پڑھیں تو آپ ﷺ نے

انہیں یہی مشہور دعا:

**" اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَیْتَ "** [1]

آخر تک سکھائی۔

دعائے قنوت میں ہاتھوں کا اٹھانا سنت ہے کیونکہ جہاں تک مجھے یاد ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ثابت ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو اٹھایا کرتے تھے۔ [2]

دعائے قنوت رکوع کے بعد ہونا چاہئے لیکن اگر کسی نے رکوع سے قبل پڑھی تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: ۲۹ مسجد حرام میں نمازی کے آگے سے گزرنا کیسا ہے؟ خواہ گزرنے والا مرد ہو یا عورت اور خواہ نمازی فرض ادا کر رہا ہو یا نفل پڑھ رہا ہو، خواہ مفرد ہو یا مقتدی۔

جواب: جہاں تک مقتدی کے آگے سے گزرنے کا تعلق ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ مسجد حرام ہو یا اور کوئی مسجد۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ کے رسول ﷺ کے پاس تشریف لائے، اس وقت آپ منی میں لوگوں کو بغیر کسی دیوار کی آڑ کے نماز پڑھا رہے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک گدھی پر سوار ہو کر صف کے سامنے سے گزرے لیکن کسی نے نہیں روکا۔ [3]

.................................................................................

[1] ابوداؤد: ۱۴۲۵ الوتر۔ ترمذی: ۴۶۴ باب القنوت فی الوتر۔

[1] ابن ابی شیبہ۔ ۲ ص ۳۱۶ مختصر قیام اللیل ص ۱۳۸۔ [2] صحیح البخاری ۱۴۹۳، الصلاۃ باب سترۃ الامام سترۃ من خلفہ۔ صحیح مسلم: ۵۰۴ الصلاۃ باب سترۃ المصلی۔

اور اگر نمازی امام یا مفرد ہے تو اس کے آگے سے گزرنا جائز نہیں ہے خواہ مسجد حرام میں ہو یا اور کسی مسجد میں کیونکہ نمازی کے آگے سے گزرنے سے منع کی دلیل عام ہے اور کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جس سے مکہ المکرّمہ کی تخصیص کی جاسکے کہ وہاں نمازی کے آگے سے گزرنے والا گنہگار ہوگا یا گزرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: ۳۰ جو عورتیں رمضان المبارک میں عمرہ کرتی ہیں ان کے لئے افضل گھروں میں نماز پڑھنا ہے یا مسجد حرام میں؟ خواہ یہ فرض نمازیں ہوں یا تراویح۔ (سائل کی مراد گھروں سے ان کی جائے قیام ہے)۔

جواب: احادیث اس پر شاہد ہیں کہ عورت کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے گھر ہی نماز پڑھے خواہ وہ مکہ المکرّمہ میں ہو یا کسی اور جگہ۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

" لَاتَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ "

ترجمہ: اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد سے نہ روکو اور ان کے گھر ان کے لئے بہترین ہیں۔ [1]

آپ کا یہ فرمان مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے ہے جب کہ مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت (مسلّم) ہے اور اس وجہ سے بھی کہ عورت کا گھر کے اندر نماز پڑھنا اس کے لئے زیادہ پردہ پوشی اور فتنے سے دوری کا سبب ہے۔ معلوم ہوا کہ عورت کا گھر کے اندر پڑھنا زیادہ بہتر اور اچھا ہے۔

سوال: ۳۱ دعائے ختم القرآن نماز کے اندر مشروع ہے کہ نہیں؟

---

[1] ابوداود: ۵۶۷ الصلاۃ باب خروج النساء الی المساجد عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

جواب: دعائے ختم القرآن نماز کے اندر غیر مشروع ہے اللہ کی رسول ﷺ اور صحابہ کرام سے اس کا ثبوت نہیں ہے کہ وہ لوگ نماز میں دعائے ختم القرآن پڑھا کرتے تھے۔ البتہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ آیا ہے کہ جب قرآن پاک ختم کرتے تو اپنے اہل وعیال کو جمع کر کے دعا کرتے۔[1] لیکن یہ نماز سے باہر کا واقعہ ہے۔

سوال:۳۲ قرآت قرآن کریم کا ایصال ثواب مردوں یا زندوں کے لئے کیا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ طواف نماز اور قراءت قرآن کا ثواب زندہ یا مردہ کو پہنچانے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن باوجود اس کے یہ کوئی ایسا مشروع فعل نہیں ہے کہ لوگوں کو اس کا حکم دیا جائے یا اس کی ترغیب دلائی جائے بلکہ میت کے لئے دعا ایصال ثواب سے بہتر ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"اِذَا مَـاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ:اِلَّا مِنْ ْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٌ يَدْعُوْا لَهٗ"[2]

ترجمہ: جب انسان مر گیا تو اس کے عمل کا ثواب ختم ہو گیا مگر تین چیزیں ہیں (جن کا ثواب باقی رہتا ہے) ایک صدقہ جاریہ دوسرا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے تیسرا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔

---

[1] الطبرانی (المجمع ۱۷۲/۷)

[2] مسلم:۱۶۳۱ الوصیۃ باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ نیک اولاد جو اس کے لئے نیک عمل کرے بلکہ فرمایا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا کرنا اہداءِ ثواب سے بہتر ہے۔

سوال:۳۳ نماز (قیام اللیل) کے دوران مسجد حرام میں حلقہ بنا کر بیٹھ کر بات چیت کرنا، ہنسی مذاق کرنا اور کھانا پینا کیسا ہے؟

جواب اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ حرکت نمازیوں کے لئے تشویش کا باعث اور خود ان کے لئے امام کی متابعت اور اجر قیام سے محرومی کا سبب ہے اور جب اس سے نمازیوں کو تشویش اور پریشانی ہوگی یہ عمل حرام ہوگا۔ کیونکہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو قراءت قرآن کے وقت ایک دوسرے پر آواز بلند کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (تو مصلیوں کے سامنے بات چیت خصوصاً ہنسی مذاق تو اور زیادہ معیوب ہے)۔

سوال:۳۴ رمضان المبارک یا غیر رمضان میں عمرہ کرنے والوں پر طواف وداع واجب ہے یا نہیں اور اس بارے میں احتیاط کیا ہے؟

جواب: صحیح مذہب یہی ہے کہ معتمر پر خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان طواف وداع واجب ہے لیکن اگر عمرہ سے فارغ ہونے کے فوراً بعد مکہ المکرّمہ چھوڑنا چاہتا ہے تو پہلا طواف ہی کافی ہے۔

سوال:۳۵ احرام کی دو رکعتوں سے متعلق اگر کسی فرض نماز کا وقت نہیں ہے تو کیا آپ ﷺ سے کوئی خاص نص وارد ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ سے خاص احرام کے لئے کوئی نماز ثابت نہیں ہے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ اگر کسی فرض نماز کا وقت ہے تو بغیر تو فرض نماز کے بعد احرام باندھے اور اگر کسی فرض

نماز کا وقت نہیں ہے تو بغیر نماز پڑھے ہی احرام باندھ لے اور اگر تحیۃ الوضوء کی نیت سے دو رکعت پڑھ لے تو اچھا ہے اسی طرح اگر چاشت کا وقت ہے اور نماز چاشت کی نیت سے پڑھ لے تو بھی اچھا ہے۔

سوال: ۳۶ جو شخص رمضان المبارک میں عمرہ کے بعد چند دن مکہ المکرّمہ میں مقیم رہا اس کے حق میں تکرار عمرہ افضل ہے یا کہ ایک عمرہ کے بعد بار بار طواف کرتے رہنا۔ اسی طرح ایام حج میں اس کے لئے کیا افضل ہے؟

جواب: افضل یہی ہے کہ وہ بار بار عمرہ نہ کرے کیونکہ بار بار عمرہ کرنا عہد نبوی اور عہد صحابہ میں معروف نہ تھا بلکہ عمرہ تو ایک مستقل سفر کر کے کیا جاتا ہے اور بار بار طواف بھی نہیں کرنا چاہئے تاکہ لوگ اپنے عمرہ یا حج کا طواف کر رہے ہیں ان کے لئے تنگی نہ ہو بلکہ نفلی نماز، قراء ت قرآن اور کثرت سے ذکر الٰہی جیسے اعمال میں مشغول رہے جو قرب الٰہی کا ذریعہ ہیں۔

سوال: ۳۷ جو شخص حج وعمرہ کے لئے آیا اور مکہ المکرّمہ کی دوسری مساجد میں بھی نمازیں ادا کرتا ہے تو کیا اسے وہی زیادہ اجر حاصل ہوگا جو مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے؟

جواب: اسے وہ زیادہ اجر نصیب نہ ہوگا جو مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ صحیح مسلم میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

" صَلَاۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلفِ صَلَاۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا مَسْجِدُ الْکَعْبَۃِ "[1]

..........................................................................................

[1] مسلم: ۱۳۹۶ الحج باب فضل الصلاۃ بمسجدی مکہ والمدینہ عن ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا۔

ترجمہ: میری اس مسجد میں نماز مسجد کعبہ کے علاوہ دوسری مساجد کی نماز سے ہزار گنا افضل ہے۔

تو آپ ﷺ نے زیادہ اجر کو مسجد کعبہ کے ساتھ خاص فرمایا ہے۔

سوال: ۳۸ آپ ہمارے ان امام اور موذن بھائیوں کو کیا نصیحت فرماتے ہیں جو وزارۃ الحج والاوقاف اور جماعت مسجد کی موافقت کے بغیر کسی کو اپنا قائم مقام بنا کر سفر[1] پر جاتے ہیں اور یہ بھی معلوم رہے کہ بسا اوقات ایسے شخص کے ذمہ یہ کام سونپا جاتا ہے کہ جو اس کا اہل نہیں ہوتا۔ اسی طرح بعض ملازمین وکارکنان حکومت بغیر اجازت کے اپنے ذمے کا کام چھوڑ کر طلب ثواب اور نماز کی فضیلت کے حصول اور عمرہ کی غرض سے چلے جاتے ہیں؟

جواب: اس بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ ان کا اپنے کام پر موجود رہنا عمرہ کے لئے جانے سے افضل ہے کیونکہ وہ اپنے کام پر باقی رہ کر اپنے اوپر واجب ذمہ داری کو نبھائیں گے جس میں کوتاہی کرنے پر گناہ لازم آئے گا اور عمرے کے لئے جانا ایک نفلی عبادت ہے جس کے چھوڑنے پر ان پر کوئی عتاب نہیں۔

لہٰذا ان تمام بھائیوں سے ہماری ناصحانہ گزارش ہے جنہوں نے یہ کام صرف طلب ثواب کے لئے کیا ہے کہ ثواب واجر آپ کی اپنی ملازمت اور اعمال واجبہ کی ادائیگی میں ہے اور آپ کا اپنے واجب کو چھوڑ کر عمرہ کے لئے جانا ثواب کے مقابلے میں گناہ سے زیادہ قریب ہے۔

.................................................................................

[1] سائل کی مراد سفر سے عمرہ کا سفر ہے۔

سوال: ۳۹ جب ہم نے قرآن پاک ختم کرلیا تو کیا ہمارے لئے دعائے ختم القرآن مشروع ہے؟ نیز شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف دعائے ختم القرآن کی نسبت کہاں تک صحیح ہے؟

جواب: ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب قرآن پاک ختم کرتے تو اپنے اہل وعیال کو جمع کر کے دعا فرماتے۔

جہاں تک دعائے ختم القرآن کی شیخ الاسلام کی طرف نسبت کا تعلق ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ صحیح ہے کیونکہ ان کی کسی کتاب میں کہیں بھی یہ دعا مذکور نہیں ہے۔

سوال: ۴۰ اگر کوئی شخص مسعی کے پیچھے کی گئی توسیع میں نماز پڑھتا ہے تو کیا اس کا اجر مسجد حرام میں نماز پڑھنے والے کے برابر ہے؟

جواب: جو شخص سائل کی ذکر کی گئی جگہ میں نماز پڑھتا ہے اس کا اجر مسجد حرام میں نماز پڑھنے والے کے برابر بلا شبہ نہیں ہے لیکن اگر صورت حال یہ ہے کہ مسجد حرام کے پر ہو جانے کی وجہ سے صفیں ایک دوسرے سے متصل ہیں، مسعی بھی نمازیوں سے پر ہے اور صفیں اس جدید توسیع تک پہنچ چکی ہیں تو امید کی جاتی ہے کہ اس کو وہی اجر ملے گا جو حرم میں نماز پڑھنے والے کو ملتا ہے۔

سوال: ۴۱ اس عورت کا کیا حکم ہے جو مکہ المکرّمہ پہنچنے کے بعد حائضہ ہوگئی اور اس کے اہل وعیال مکہ سے سفر کرنا چاہتے ہیں۔ کیا وہ لوگ اس کا انتظار کریں یا سفر کر جائیں؟ خواہ سفر کی مسافت قصر کی ہو یا اس سے کم؟

جواب: اگر یہ عورت طواف سے قبل حائضہ ہوئی ہے تو پاک ہونے تک انتظار کرے گی اور

پاکی کے بعد طواف وغیرہ کر کے اپنا عمرہ پورا کرے گی۔ ہاں اگر اس نے احرام باندھتے وقت یہ شرط لگائی ہے کہ جہاں کہیں بھی مجھے رکاوٹ پیش آئی وہیں میں حلال ہو جاؤں گی تو ایسی صورت میں وہ حلال ہو کر اپنے اہل وعیال کے ساتھ مکہ سے سفر کرے گی اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال:۴۲ مکہ المکرّمہ میں شدت ازدھام کی وجہ سے اگر نمازی زمین پر سجدہ نہ کر سکے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر سجدہ کرنا ممکن ہو لیکن اس طرح نہ کر سکے جس طرح مشروع ہے کہ دونوں ہاتھوں کے درمیان کشادگی ہو وغیرہ وغیرہ تو جیسے بھی ممکن ہو سجدہ کرے اور اگر سجدہ کرنا ممکن نہ ہو تو وہ بیٹھ کر اشارہ سے سجدہ کرے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ امام کے سجدہ سے اٹھنے اور جگہ کے کشادہ ہونے کا انتظار کرے اور جب جگہ کشادہ ہو جائے تو سجدہ کرے۔ بعض دوسرے علماء کا خیال ہے کہ اپنے سامنے والے نمازیوں کی پیٹھ پر سجدہ کرے۔

لیکن پہلا قول ہی صحت کے زیادہ قریب ہے یعنی وہ اشارہ سے سجدہ کرے گا کیونکہ اس وقت وہ عاجز ہے اور جو شخص سجدہ کرنے سے عاجز ہو وہ اشارہ سے سجدہ کرے گا۔

سوال:۴۳ حالت احرام میں عورت کا سونے کی انگوٹھی وغیرہ پہننا کیسا ہے جب کہ بسا اوقات غیر محرم کے سامنے اسے (مجبوراً) ظاہر بھی کرتی ہے۔

جواب: حالت احرام میں عورت حسب خواہش سونا پہن سکتی ہے حتی کہ ہاتھوں میں انگوٹھی اور کنگن بھی لیکن ایسی صورت میں فتنہ کے خوف سے اجنبی مردوں سے اسے چھپائے گی۔

سوال:۴۴ مطاف میں ازدھام کی صورت میں عورت کا نفلی طواف کرنا افضل ہے یا مردوں

سے دورہ کر دوسری عبادات میں مشغول رہنا؟
جواب: موسم حج وعمرہ میں جب مردوں کے لئے بار بار طواف نہ کرنا بہتر ہے تو عورتوں کا بار بار طواف کرنا بدرجہ اولی بہتر نہ ہوگا۔
سوال:۴۵ اجنبی مردوں کی موجودگی میں حج وعمرہ کرنے والی عوت کا چہرہ کھلا رکھنا کیسا ہے؟
جواب: اجنبی مردوں کی موجودگی میں عورت کا اپنے چہرے کو کھلا رکھنا حرام ہے خواہ حج وعمرہ میں ہو یا دوسرے ایام میں۔
سوال:۴٦ حالت احرام میں عورت کے لئے برقعہ اور نقاب پہننے کا کیا حکم ہے؟
جواب: جہاں تک برقعہ کا تعلق ہے تو چونکہ آپ ﷺ نے عورت کو حالت احرام میں نقاب پہننے سے منع فرمایا ہے[1] اس لئے برقعہ پہننا بدرجہ اولی منع ہوگا۔ اس لئے (اس کے لئے برقعہ و نقاب کا استعمال تو جائز نہ ہوگا) اگر اس کے ارد گرد اجنبی مرد موجود ہوں تو اوڑھنی سے اپنے پورے چہرے کو چھپائے گی اور اگر اس کے پاس اجنبی مرد نہ ہوں تو اپنا چہرہ کھولے رہے گی۔ یہی طریقہ بہتر اور سنت ہے۔
سوال:۴۷ کچھ لوگ امام کے ساتھ گیارہ رکعت پڑھ کر الگ ہو جاتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ اللہ کے رسول ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے؟
جواب: ایسا کرنا خلاف سنت ہے اس میں متوقع اجر و ثواب سے محرومی کا اندیشہ ہے اور اسوۂ سلف کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ جو صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک نماز ہوتے

---

[1] البخاری: ۱۸۳۸۔ الحج باب ما ینہی من الطیب للمحرم والمحرمۃ۔

تھے، وہ آپ سے پہلے نماز سے نہیں پلٹے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو ایسی چیزوں میں بھی امام کی موافقت کرتے تھے جس کو مشروع عمل پر زیادہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب منی میں پوری نماز پڑھائی تو صحابہ کرام نے ان کا رد کیا لیکن پوری نماز پڑھنے میں ان کی اتباع [1] کی کیونکہ ان کا کہنا تھا کہ اختلاف فتنہ ہے، اس لئے کچھ لوگوں کا ایسا کرنا اس ثواب سے محرومی کا سبب ہے، جو امام کے ساتھ قیام سے حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

"مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى انْصَرَفَ كُتِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ"

ترجمہ: جو شخص امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک شریک نماز رہا تو اس کے لئے پوری رات کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ [2]

اور گیارہ رکعت سے زیادہ نماز پڑھنا حرام نہیں ہے بلکہ جائز امور میں سے ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ سے ایک آدمی نے رات کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

"مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى وَاحِدَةً فَاَوْتَرَتْ لَهٗ مَا صَلّٰى"

ترجمہ: رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھی جائے، اور جب کسی کو صبح ہو جانے کا اندیشہ ہو تو

---

[1] البخاری: ۱۰۸۴ تقصیر الصلاۃ باب الصلاۃ بمنی۔ مسلم: ۶۹۵ صلاۃ المسافرین باب الصلاۃ بمنی۔

[2] ابوداود: ۱۳۷۵ الصلاۃ باب قیام شہر رمضان۔

ایک رکعت پڑھ لے جواس کی پڑھی ہوئی نماز کووتر بنادے گی۔

نبی ﷺ نے اسے کوئی مقررہ عدد نہ بتلائی اور اگر گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھنا حرام ہوتا تو آپ ﷺ ضرور بیان فرمادیتے۔

اسلئے میری نصیحت یہی ہے کہ امام کے فارغ ہونے تک اسکی متابعت کرتے رہنا چاہئے۔

سوال: ۴۸ آپ ایسے شخص کو کیا نصیحت فرماتے ہیں جو اجر وثواب کی غرض سے مکہ جاتا ہے لیکن حرم شریف آتے جاتے اس کی عورتیں پردہ وغیرہ کا لحاظ نہیں کرتیں اور اس پر وہ ان کی نگرانی بھی نہیں کرتا؟

جواب: اس کا مکہ جانا جائز ہے اور اس کو رمضان المبارک میں عمرہ کا ثواب بھی ملے گا۔ بس اسے چاہئے کہ وہاں بھی اپنی عورتوں کو بے پردگی سے اسی طرح روکے جیسے اپنے شہر میں منع کرتا ہے۔ اس کے مکہ جانے اور عورتوں کے بے پردہ نکلنے میں کوئی تلازم نہیں ہے۔

سوال: ۴۹ مسجد حرام میں بچوں کا ساتھ لے جانا کیسا ہے جب کہ اس سے نمازیوں اور تلاوت کرنے والوں کو تشویش ہوتی ہے۔

جواب: اگر نمازیوں، ذکر کرنے والوں اور تلاوت کرنے والوں کو تشویش ہوتی ہو تو بچوں کو مسجد حرام یا کسی اور مسجد میں اپنے ساتھ لے جانا جائز نہیں ہے۔

سوال: ۵۰ ماہ رمضان المبارک کی مناسبت سے آپ عام مسلمانوں اور خاص طور پر عمرہ کرنے والوں کو کیا نصیحت فرماتے ہیں؟

جواب: انہیں ہماری یہ نصیحت ہے کہ وہ لوگ تلاوت قرآن پاک، ذکر الٰہی اور خدمت وغیرہ

جیسی طاعات وعبادات کثرت سے کریں۔

بفضلہٖ تعالیٰ ترجمہ مکمل ہوا اللہ سے ہماری درخواست ہے کہ وہ ہمارے اعمال کو قبول فرمائے

**انه ولی ذلك والقادر عليه۔**

دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد میں تحریری وتقریری خدمات پر مامور آپ کا دینی واسلامی

برادر۔

مسلمان بھائیو!

اس کتاب کا مطالعہ آپ نے کرلیا جس میں درج شدہ مسائل ایسے اہل علم کا بیان کردہ ہیں جو حق کے متلاشی اور قرآن وسنت کے متبع ہیں بعدازاں آپکوان احکام پرعمل کرنے کی دعوت ہم دیتے ہیں تاکہ آپ کا شماران خوش نصیب لوگوں میں ہو جن سے متعلق ارشادربانی ہے:

﴿اَلَّـذِيْـنَ يَسْتَـمِـعُوْنَ الْقَولَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَاهُمُ اللّٰهُ وَاُوْلٰئِكَ هُمْ اُوْلُو الْاَلْبَابِ﴾ (الزمر: ۱۸۔

ترجمہ: خوشخبری سنادیں ان لوگون کو) جو باتوں کو سنتے ہیں اوراچھی باتوں کوقبول کرلیتے ہیں یہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت سے سرفراز کیا ہے اور یہی لوگ عقلمند ہیں۔

یہ واضح رہے کہ جو کچھ آپ نے پڑھا وہ تو آپ کیلئے دلیل ہے یا پھرآپ کے خلاف۔ اس لئے عمل کے میدان میں اتریئے اور کشادہ دلی سے ان باتوں کوقبول کیجئے۔ یہ نہ کہئے کہ یہ بھی ایک رائے ہے اور دوسرے فقہی مذاہب کی طرح یہ بھی ایک مذہب ہے جس پرعمل کے لئے ہم مجبور نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ غلط رائے ہے۔کوشش رہے کہ اس طرح شیطان کوآپ تک پہنچنے کا راستہ نہ ملے اور نہ ہی شیطانی وساوس اور خواہش نفس کے آپ تابع ہوجائیں۔ کیونکہ یہ چیزیں آپ اور دخول جنت کے بیچ آڑ ہیں۔

آپ کی کوشش یہ رہے کہ اس خیر کولوگوں میں عام کریں کیونکہ بھلائی کی راہ دکھلانے والا بھلائی کرنے والے کے مثل ہے۔

اورآپ اس کتاب کے مطالعہ سے فارغ ہوں تو اسے دوسروں تک پہنچائیں اور جن

لوگوں نے اسکی ترتیب وطباعت اورنشر واشاعت میں حصہ لیا ہے ان کے لئے دعا کرنا نہ بھولیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو قبول حق اور اس پر عمل کی توفیق دے۔ **انه ولی ذلك والقادر علیه**